دربار شام میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا خطبہ

سید تلمیذ حسنین رضوی

شام نہایت قدیمی ملک ہے۔ ''دمشق'' اس کا پایۂ تخت ہے بنی امیہ کے دور حکومت میں یہی دار الخلافہ تھا۔ یہاں پر معاویہ نے چالیس سال تک حکومت کی تھی اور اہلبیتؑ رسول کے خلاف ایسا غلط پروپیگنڈہ کیا تھا کہ جب مسجد کوفہ میں علیؑ کی شہادت کی خبر شام پہنچی تو ایک شامی نے معاویہ سے پوچھا علی مسجد میں کیا کر رہے تھے؟ کیا علی نماز پڑھتے ہیں وہاں کے لوگ اتنے جاہل تھے کہ انہیں اونٹ اونٹنی میں فرق نہیں معلوم تھا۔ اگر معاویہ جمعہ کی نماز بدھ کو پڑھا دیتا ہے تو لوگ سمعاً و طاعۃً پڑھ لیتے ہیں۔

اسی دمشق میں دربار یزید ہے جسے سجایا گیا ہے، سنوارا گیا ہے اور یزید کے لئے مرصّع تخت ہے جس کے اطراف سونے اور چاندی کی کرسیاں رکھی گئی ہیں اور یزید کے تاج میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے ہیں اور ارد گرد امراء، سفراء، وزراء کی نشستیں موجود ہیں شہیدوں کے سر پہلے ہی دربار میں لائے جا چکے ہیں اسیروں کا قافلہ وقت زوال باب ساعت پر پہنچا ہے اور کم سے کم تین گھنٹے اسیران کربلا کو باریابی کے لئے انتظار کرنا پڑا ہے۔ امام زین العابدین۔ فرماتے ہیں جب ہم دربار میں داخل ہوئے تو ہم بارہ افراد ایک رسی میں بندھے ہوئے اور ہمیں اس طرح باندھ رکھا تھا جس طرح بھیڑ بکریوں کو باندھا جاتا ہے۔ یزید کے سامنے سرِ حسین۔ ایک طشت میں رکھا ہوا ہے اور یزید اس پر شراب ڈال رہا ہے اور تازیانے سے لبہائے مبارک سے گستاخی کر رہا ہے۔ ابو برزہ اسلمی صحابی رسولؐ کہتے ہیں: ''ویحک یا یزید اتنکت بقضیبک ثغر الحسین بن فاطمہ صلوات اللہ علیہا اشھد لقد رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یرشف ثنایاہ و ثنایا اخیہ الحسن علیہما السلام و یقول انتما سید اشباب اھل الجنۃ''

''اے یزید تم پر وائے ہو تم اپنی چھڑی سے امام حسین فرزند فاطمہ کے دندان مبارک سے گستاخی کر رہے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا کہ وہ امام حسینؑ اور امام حسنؑ کے لبہائے مبارک کے بوسے لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے تم دونوں جوانان جنت کے سردار ہو۔'' اس منظر کو عقیلۂ بنی ہاشم شریکۃ الحسین، ام المصائب زینب نے دیکھا اور صبر و ضبط سے کام لیا لیکن جب یزید نے حکومت، دولت اور شراب کے نشے سے مخمور ہو کر ابن الزبعری کے اور اپنے وہ اشعار پڑھے جن سے کفر و شرک

مترشح ہو رہا تھا تو اس وقت جناب زینبؑ سے نہ رہا گیا اور آپ نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا جو قدیم و جدید تاریخ اور مقاتل کی کتابوں میں موجود ہے۔ یزید نے یہ شعر پڑھنا شروع کئے:

لیت اشیاخی ببدر شهدوا　　جزع الخزرج من وقع الأسل

"اے کاش میرے بدر والے وہ بزرگ آج موجود ہوتے جنہوں نے نیزوں کے لگنے سے اس جنگ میں خزرج کی جزع و فزع دیکھی تھی۔"

واستهلّوا فرحا لاهلّوا　　ثم قالو! یا یزید لاتشل

"تو وہ یقیناً خوش ہوتے اور مسرت و شادمانی کے ساتھ بآواز بلند پکار کر کہتے اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں۔"

لعبت بنوها شم بالملک فلا　　خبر جاء ولا وحی نزل

"بنی ہاشم نے تو اقتدار کے حصول کے لئے ایک ڈھونگ رچایا تھا نہ کوئی خبر آئی اور نہ ہی آسمان سے کوئی وحی نازل ہوئی۔"

قد قتلنا القرم من ساداتهم　　وعدلنا ببدر فاعتدل

"ہم نے بنی ہاشم کے سرداروں میں سے بڑے سردار کو قتل کر دیا اس طرح ہم نے اس واقعہ کا بدر سے موازنہ کیا تو پتہ چلا کہ مقابلہ برابر ہو گیا۔"

لست من خندف ان لم انتقم　　من بنی احمد ماکان فعل

"میرا تعلق خندف سے نہیں ہو گا اگر میں انتقام نہ لوں اولاد احمد سے اس کے بدلے میں انھوں نے جو کچھ کیا ہے۔"

یزید کے ان اشعار کو احمد بن ابی طاہر (متوفی ۲۸۰ھ) نے بلاغات النساء میں اور ابن کثیر دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) نے البدایہ والنہایہ میں نقل کیا ہے اس کے علاوہ مقاتل کی اکثر کتب میں یہ اشعار موجود ہیں ۔سبط ابن جوزی نے بھی ان اشعار کو نقل کیا ہے۔ ان اشعار کو سننے کے بعد ثانی زہراؑ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور آپ نے یہ مناسب موقع جانا کہ وہ دربار جو مخالفین اور دشمنوں سے بھرا ہوا ہے وہاں یزید کی حقیقت اور اپنا تعارف کرایا جائے اور دین و آئین و دستور کی حفاظت کا سامان فراہم کیا جائے لہٰذا حضرت زینب نے حمد و ثنائے باری عزاسمہ سے خطبہ کا آغاز کیا اور سورۂ روم کی آیت ۱۰ کی تلاوت فرمائی:

”ثم کان عاقبة الذین اساؤ السوآی ان کذّبوا باٰیت اللہ و کانوا بھا یستھزؤن “

”اس کے بعد برائی کرنے والوں کا انجام برا ہو کہ انھوں نے خدا کی نشانیوں کو جھٹلا دیا اور برابر ان کا مذاق اڑاتے رہے۔“

یہ آیت موقع و محل کے اعتبار سے ایسی مناسب تھی کہ جس سے ہر ایک کی توجہ کو جذب کیا اور یزید کی جھوٹی شان کا پردہ فاش کر دیا اور اس کے عمل اور کردار کی بھرپور عکاسی کی ہے اس کے بعد براہ راست یزید سے مخاطب ہو کر ثانی زہراؑ نے فرمایا: ”اے یزید کیا تو نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تو نے ہم پر زمین و آسمان کی وسعتوں کو تنگ کر رکھا ہے اور تو ہمیں اسیر بنا کر جہاں چاہے لے جا رہا ہے تو ہم خدا کی نظر میں ذلیل ہو گئے اور تو عزیز و جلیل بن گیا تیرا غرور و تکبر صرف دنیوی اقتدار کی بدولت ہے۔“ یزید کے اس خیال خام کو سیدہ زینبؑ نے باطل کیا اور فرمایا کہ: ”تو نے جو کچھ کیا ہے وہ صرف اقتدار اور غرور و تکبر کا شاخسانہ ہے ورنہ تیری کچھ حقیقت نہیں اور یہ اقتدار بھی چندروزہ ہے اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے آپ نے سورۂ آل عمران کی آیت ۱۷۸ پڑھی:

”ولایحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوااثما ولھم عذاب مھین“

”اور خبردار کفار یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم جو انہیں مہلت دے رہے ہیں اس میں ان کے لئے کسی قسم کی بھلائی ہے ہم تو یہ ڈھیل صرف اس لئے دے رہے ہیں تاکہ ان کے گناہوں میں اضافہ ہوتا رہے اور ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔“

اس آیت کے ذریعہ حضرت زینب نے اس کی حکومت اور سلطنت اور قوت و طاقت سب کو واضح کر دیا اور بتا دیا کہ چندروزہ مہلت ملی ہے اور واقعی تین سال کے عرصے میں یزید کی حکومت ختم ہو گئی اور وہ فی النار والسقر ہو گیا۔

اس کے بعد ثانی زہراؑ نے اس کے ایمان کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے یابن الطلقاء کہہ کے خطاب کیا اس لئے کہ ۸ھ میں معاویہ اور اس کا باپ مسلمان ہوا تھا اور انہیں طلقاء کا نام دیا گیا تھا اور اسی طلیق معاویہ کا بیٹا یزید تھا ”اے آزاد کردہ غلام کے بیٹے ذرا یہ بتاؤ کہ یہ کہاں کا عدل ہے کہ تمہاری عورتیں اور کنیزیں تو

پردے میں بیٹھیں اور رسول اکرم ﷺ کی نواسیاں قیدی بنا کر لائی جائیں جن کے سروں سے چادریں چھین لی گئی ہوں جن کا چہرہ کھلا ہوا ہو دشمن جنہیں ایک شہر سے دوسرے شہر پھرا رہے ہوں اور ہر ایرا غیرا انہیں دیکھ رہا ہو اور ان کا کوئی حامی اور ناصر نہیں ہے۔"

حضرت زینبؑ نے یزید کو ابن الطلقاء کہہ کر خطاب کیا اور پھر اس کے عدل کو چیلنج کیا اور اسیران کربلا کی کیفیت کو بیان فرمایا اور رسول اکرم ﷺ سے رشتہ کو واضح کیا اور یزید کے کردار پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد خطبے میں یزید کے خاندان والوں کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ "بھلا اس شخص سے کس خیر و خوبی کی امید ہو سکتی ہے جس کی دادی (ہندہ) نے پاک بازوں کے جگر چبائے ہوں اور ان کا گوشت شہیدوں کے خون سے اگا ہو اور رسولؐ خدا کے خلاف مجتمع ہو کر جنگیں کی ہوں اور ایسا شخص ہم اہلبیتؑ سے بغض و عداوت میں کیسے پیچھے رہ سکتا ہے جو ہمیں بنظر عداوت اور حسد و کینہ دیکھتا ہے اور ترنگ میں آ کر کہتا ہے کہ اگر آج تیرے بدر والے مقتول ہوتے تو خوش ہو کر تجھے دعا دیتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں۔" دراصل خطبہ کا یہ حصہ یزید نے جو اشعار پڑھے تھے ان کے جواب میں اور یزید کی دادی ہندہ جگر خوارہ جس نے حضرت حمزہؓ کو قتل کرا دیا اور ان کا جگر چبایا تھا ان کا تذکرہ کر کے اس کی اصل اور نسل کو واضح کیا ہے۔

اس کے بعد کربلا کی شیر دل خاتون نے خطبہ میں اس بے ادبی کا تذکرہ کیا ہے جو یزید لب و دندان امام حسین ؑ سے کر رہا تھا۔ اور یہ فرمایا کہ تو نے ذریت رسولؐ اور عبد المطلبؑ کی اولاد کے مقدس خون کو بہایا اور ان کی جڑ کو کاٹنے کے بعد خوش ہو کر اپنے بزرگوں کو پکارتا ہے۔ عنقریب تیرا انجام بھی تیرے بزرگوں جیسا ہوگا اور تو ذریت رسولؐ کا خون بہانے کے بعد اور ان کی ہتک حرمت کا بوجھ اٹھا کر عنقریب رسولؐ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اس دن اللہ ان کو یکجا کرے، ان کی پراکندگی کو دور کرے گا اور دشمنوں سے ان کا انتقام لے گا۔" اس کے بعد حضرت زینب نے سورۂ آل عمران کی آیت ۱۶۹ کی تلاوت کی:

"ولا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون"

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں ان کے رب کے پاس سے رزق ملتا ہے۔"

حضرت زینب نے شہدائے کربلا کی اہمیت اور عظمت کو اجاگر کیا اور ان کی حیات معنوی کا اعلان فرمایا اور یزید کو بتادیا کہ وہ دن دور نہیں جب تجھے حضور اکرمؐ کے سامنے جانا ہوگا اور اللہ کے حضور میں جواب دہ ہونا ہوگا۔

"وحسبک باللہ حاکما، وبمحمد خصیما وبجبریل ظھیرا وسیعلم من سول لک ومکنک من رقاب المسلمین، بئس للظالمین بدلا وایکم شرمکانا واضعف جندا"

"تیرے لئے خدا کا حاکم ہونا، حضرت محمد کا تیرا دشمن ہونا اور جبرئیل کا ہمارا مددگار ہونا کافی ہے جن لوگوں نے تیرے لئے زمین ہموار کی تجھے مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کیا ان کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ظالمین کا انجام کس قدر برا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ تم میں بدترین ٹھکانا کس کا ہے اور کس کا لشکر کمزور ہے۔"

اس کے بعد فرمایا اے یزید یہ بھی نیرنگ زمانہ ہے کہ میں تجھ سے خطاب کروں اور پھر فرمایا: "فالعجب کل العجب!لقتل حزب اللہ النجباء بحزب الشیطان الطّلقاء"

"کس قدر تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ شیطانی گروہ اور طلقاء کی اولاد نے حزب خداوندی کو قتل کر ڈالا۔"

آخر میں مجاہدہ اور صابرہ زینب سلام اللہ علیہا نے یزید کو ایسا چیلنج دیا کہ جو صبح قیامت تک تاریخ کے صفحات پر نمایاں رہے گا اور اسلام کی حقانیت کا پرچم بن کر لہلہاتا رہے گا۔

"فکد کیدک ، واسع سعیک وناصب جھدک فواللہ لاتمحوا ذکرنا ولاتمیت وحینا ولا تدرک امدنا ولا یرخص عنک عارھا، وھل رایک الافند وایامک الا عدد وجھک الابدر، یوم ینادی المنادی الالعنۃ اللہ علی الظالمین"

"اے یزید تو اپنے سارے داؤ پیچ آزمالے، ہر کوشش کر کے دیکھ لے، تو اپنا پورا زور لگادے خدا کی قسم تو ہمارے ذکر کو مٹا نہیں سکتا اور ہماری وحی کو ختم نہیں کر سکتا، اور نہ ہی تو ہماری منزلت کو پا سکتا ہے اور نہ ہی اپنے کرتوت کے عار کو مٹا سکتا ہے، تیری رائے بودی اور کمزور ہے، اور تیری حکومت چند روزہ ہے اور تیری جماعت منتشر ہے جس روز منادی ندا دے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہو یزید نے اشعار پڑھ کر وحی

اور رسالت کا انکار کیا تھا حضرت زینب نے اس بات کا اثبات کیا ہے اور اسے آئینہ دکھایا کہ تو اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے تو نے مردوں کو قتل کر دیا عورتوں کو قیدی بنا دیا شہر بہ شہر، دیار بہ دیار پھرایا، تشہیر کرائی اس سے زیادہ تیرے بس میں کیا ہے تو جس وحی و پیغام کے نہ آنے کا تذکرہ کر رہا تھا وہ تو باقی رہنے والا ہے اور اس کا جواب ابراہیم بن طلحہ کو حضرت امام زین العابدین۔ نے دیا تھا جب اس نے یہ سوال کیا تھا کہ کس کو فتح ہوئی اور کسے شکست ہوئی تو امام۔ نے فرمایا اذان کی آواز اس کا جواب ہے یزید اسے مٹانا چاہتا تھا اور حسینؑ اسے بچانا چاہتے تھے سیدہ زینبؑ نے یہی فرمایا کہ نہ تو ہمارے ذکر کو مٹانے کی تجھ میں قدرت ہے اور نہ ہی وحی الٰہی کو ختم کرنا تیرے بس میں ہے اور اس کے بعد آپ نے پیشین گوئی کر دی کہ جلد ہی تیری حکومت ختم ہو جائے گی اور یہی ہوا کہ صرف تین سال کے عرصے میں اس کے اقتدار کا سورج غروب ہو گیا۔

مرحوم فلیکی اس خطبے کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ذرا میرے ساتھ اس خطبے کے معانی و مطالب پر غور کرو دیکھو کس طرح بلاغت کے فنون اور فصاحت کے اسالیب اور بیان کی خوبیاں یکجا ہیں اور کس شجاعت و جرأت کے ساتھ احتجاج کیا ہے، دلائل دیئے ہیں اور حریت، حق اور عقیدہ کا دفاع کیا ہے اگر تم غور کرو تو ہر ہر لفظ تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور نیزے کی انی سے زیادہ مؤثر ہے۔"

رازق الخیری نے اپنی کتاب "سیدہؑ کی بیٹی" میں مطالبۂ کربلا کے اس عظیم خطبۂ عالیہ کے لئے جن پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا ہے اسے ہم پیش کر رہے ہیں:

"یزید کا دربار شامیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا مگر ایسا معلوم ہوتا تھا سب کو سانپ سونگھ گیا ہے ہر شخص بے حس و حرکت اس طرح بیٹھا یا کھڑا تھا جس طرح پتھر کی مورتیں ان کی زبانیں اور ہونٹ چپکے ہوئے تھے ان کے دل دریائے حیرت میں غوطے کھا رہے تھے ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں، جب شیر خدا کی بیٹی لاکھوں کے مجمع میں شیر کی طرح دھاڑ رہی تھی اور رعیت کے سامنے ان کے بادشاہ کو للکار رہی تھی خود یزید دانت پیس پیس لیتا، ہونٹ چباتا اور پیچ و تاب کھاتا رہا، مگر زبان سے ایک لفظ نہ نکلتا تھا سیدہ کی بیٹی کی تقریر روانی کا ایک چشمہ تھا کہ ابلا چلا آ رہا تھا فصاحت و بلاغت کا ایک دریا تھا جو بہے چلا جا رہا

تھااور کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ اس تقریر سے بی بی زینبؑ نے صداقت اور حق گوئی کا حق ادا کر کے اسلام کی ناقابل فراموش خدمت انجام دی ہے۔اس تقریر سے شامیوں کو معلوم ہو گیا کہ خلافت ملوکیت میں تبدیل ہو کر اسلام کو کیسا زبردست دھچکا لگا ہے۔''

عقیلۂ بنی ہاشم ثانی زہراؑ نے جس جرأت، ہمت، شجاعت، شہامت اور بے باکی سے مرصع و مسجع اور فصاحت و بلاغت سے بھرپور خطبہ دیا اس کی مثال ہمیں تاریخ آدم و بنی آدم میں کہیں نظر نہیں آتی۔ یہ صحیح ہے کہ حسین۔نے جام شہادت نوش کر کے دین، آئین اسلام اور قرآن کو بچایا تو حضرت زینبؑ نے حسین۔ کو بچایا ان کے پیغام کو بچایا اور اسے درباروں اور بازاروں کے ذریعہ تاریخ کے صفحات پر مرتسم کر دیا۔

حدیث عشق دو باب است کربلا و دمشق　　　یکی حسینؑ رقم کرد و دیگری زینبؑ